وشق له من اسمه ليجله
فذوالعرش محمود و هذا محمد
(حسان بن ثابت)

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شرعی حکم

تالیف

فضیلۃ الشیخ
حضرت مولانا عبداللہ صاحب دامت برکاتہم
چار باغ سوات پاکستان

پسند فرمودہ

مفسر قرآن حضرت مولانا
محمد افضل خان صاحب دام مجدہم
شاہ پور سوات

اشاعت التوحید والسنہ کے جید علماء کرام کی تصدیقات اور فتاویٰ جات کے ساتھ

اسلامی کتب خانہ
عبدالرحمٰن پلازہ صوابی صوبہ خیبر پختونخواہ پاکستان
0344-9212822 , 0303-8004066

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

عظیم الشان خوشخبری

★ اب مکتبہ اشاعت آپ کے جیب میں ★

دنیا میں کسی بھی جگہ علماء جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف Play Store اور Website سے بالکل فری انسٹال / ڈاؤن لوڈ کریں۔

انسٹال / ڈاؤن لوڈ کرنے کا طریقہ

Play Store سے " مکتبۃ الاشاعت " انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں مطلوبہ کتاب ڈاون لوڈ کریں نیز اپنی کتاب کو Website / Play Store پر مفت شائع کرنے کے لیے بھی رابطہ کریں۔

نوٹ

ویب سائٹ پر جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف مثلاً تفاسیر، فتاویٰ جات، شروح، سوانح حیات، نوٹس، درس نظامی کے کتب وغیرہ دستیاب ہیں آپ وقتاً بوقتاً Play Store اور website پر چیک کیا کریں مزید معلومات کے لیے دیے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔ وہاں آپ کو آسانی کے لئے مطلوبہ کتاب کا link دیا جائے گا اور آپ کو بہترین رہنمائی دی جائے گی جس سے آپ کو مطلوبہ کتاب آسانی سے ملے گا۔ پلے سٹور پر ترجمہ و تفسیر یا سورتوں کے نوعیت والے تصانیف دستیاب ہوں ہیں کیونکہ ایک PDF میں اس کا مطالعہ مشکل ہوتا ہے تو ہم نے آسانی کے لیے ہر ایک پارے کے لیے الگ الگ بٹن بنایا ہے تاکہ قارئین کے لیے پڑھنے میں آسانی ہو باقی تمام نوعیت کے تصانیف مندرجہ ذیل ویب سائیٹ پر دستیاب ہوں گے۔ جو Goggle پر مزکورہ ویب سائیٹ میں سرچ کرنے سے یا ہمارے مندرجہ بالا app " مکتبۃ الاشاعت " کو پلے سٹور سے انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں سرچ کرنے سے ملیں گے۔ آسانی کے لیے ویب سائیٹ پر links ملاحظہ کیجئے۔ جزاکم اللہ

WhatsApp:0320-1914145

ویب سائیٹ **maktabatulishaat.com** (مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام)

وشق له من اسمه ليجله
قذو العرش محمود و هذا محمد
(حسان بن ثابتؓ)

یا محمد کا شرعی حکم کیا ہے؟

(یا)

السیف القاطع للنزاع فی مسئلة یا محمد ویارسول اللّٰہ

تالیف
فضیلة الشیخ

حضرت مولانا عبداللّٰہ چارباغی

اسلامی کتب خانہ
عبدالرحمٰن پلازہ صوابی صوبہ سرحد پاکستان
0344-9212922 -- 0303-8004066

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾

نام کتاب .... لفظ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شرعی حکم

نام مؤلف .... حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب

چار باغی سوات

تعداد 1100

قیمت 60روپے

پرنٹر .... مکتبہ حنفیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور

0343-4955890

..........ملنے کے پتے..........

☆ اسلامی کتب خانہ عبدالرحمٰن پلازہ صوابی

☆ کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار، راولپنڈی

☆ مکتبہ حسینیہ 18 بلاک سرگودھا

☆ مکتبۃ الاشاعت جنگی محلہ پشاور

☆ اشاعت اکیڈمی الغنی پلازہ جنگی محلہ پشاور

Scanned by CamScanner Maktaba Tul Ishaat.com

☆ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆

الحمد اللّٰہ الذی لااله الاهو لاشريك له رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد خاتم النبيين على آله واصحابه الطيبين بآدابه المتاء دبين وعلى من دعا بد عوته وتمسك بسنته الى يوم الدين اما بعد فان خير الحديث كتاب اللّٰه وخير الهدى هدى محمد ﷺ وشرالامور محد ثاتها وكل محد ثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلاة فى النار قال سبحانه وتعالى لاتجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا ﴿الاية﴾ ﴿النور ٦٣﴾ وقال تعالى ولاتجهر واله بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم وانتم لاتشعرورن ﴿الحجرات ٤﴾ وعن انس قال رسول اللّٰه ﷺ لايؤمن احد كم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين -- رواه البخارى

فضلاء عظام وطلباء کرام اور عوام الناس برادران اسلام کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ ﴿مسئلہ یا محمد﴾ اگرچہ مستقل طور پر قابل بحث نہیں تھا اور نہ ہے لیکن بعض الناس نے جب اس کو شرعی حثییت اور علمی تحقیق وتدقیق سے نکال کر عوام کے سامنے غلط رنگ میں پیش کر دیا تو بعض احباب نے یہ ضروری سمجھا۔

اور اصرار کیا کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کی

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

اگر تمہیں کسی چیز میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کے حکم پر پیش کرو (اور اسکے مطابق عمل کرو)۔ میرے عزیز بھائیو ہمارے علاقہ میں یا محمد ﷺ کے مٹانے کے متعلق مسئلہ پیش آیا تھا۔ مٹانے والا خود اقرار کرتا ہے کہ میں نے یا محمد شرعی مسئلہ کے تحت کہ یا محمد کہنا اور لکھنا جائز ہے اور یہ علماء دیوبند کا متفقہ فیصلہ ہے اسی بنا پر مٹایا ہے۔ محراب سے میرا مقصد نعوذ باللہ ہرگز توہین نہیں تو مٹانے والا شرعاً ماجور ہے اور حضرت مولانا عبداللہ صاحب چارباغ نے پورے بسط سے اس رسالہ میں یا محمد پر کلام کیا ہے۔ انصاف کی نظر سے اس رسالہ کا مطالعہ کریں حسد اور تکبر سے اللہ ہمیں بچالیں اور حضرت عبداللہ صاحب کو اس کا اجر دنیا اور آخرت میں عطا فرمادیں۔ (آمین)

خادم جامعہ عثمان بن عفان خوازہ خیلہ

تقریظ: فخر الاماثل جامع المعقول والمنقول جناب حضرت مولانا محمد فیاض صاحب مدرسہ دارالعلوم تعلیم القران شاہپور سوات۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفضلہ تعالیٰ رسالہ پڑھنے کا موقع ملا اور بندہ کو بڑا فائدہ ہوا۔ علامہ فہامہ کی ہر ایک بات ہم جیسے طالب علموں کیلئے نعمت بیش بہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماکر اس کا نفع عام اور تام فرمائیں۔

فضلیۃ الشیخ فرید الدہر حضرت مولانا عبداللہ صاحب حفظہ اللہ اپنے علم اور تحقیقی ذوق کے لحاظ سے ہمارے ملک کے ایک قیمتی متاع ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو تادیر بایں فیوض وگویائی حق سے سلامت رکھیں۔

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

زیر نظر رسالہ جس میں انھوں نے یا محمد ﷺ پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے دلایل سے مسئلہ کو خوب واضح کر کے شبہات کا ازالہ کر کے مسئلہ پر تحقیق کر کے علماء دیوبند کے فتووں کو منسلک کر کے مسئلے کو منقح فرمادیا ہے موصوف کو اللہ تعالی نے ایک ایسا ملکہ عطا فرمایا ہے۔ کہ وہ جو بات کہتے ہیں۔ اس کی پشت پر مستند حوالوں کا ایک بڑا ذخیرہ ہوتا ہے۔

آخر میں امید ہے، موصوف کے اس رسالہ کو اہل علم مطالعہ فرما کر اس پر قناعت فرما کر کما حقہ پزیرائی فرمائینگے ۔ محمد فیاض ، محمد زاہد ۱۳۲۱ ء

تقریظ جامع المعقول والمنقول الشیخ فی الفقہ والاصول مہتمم جامعہ صدیقیہ آلہ باد جناب حضرت مولنا حسین احمد مدنی صاحب

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد رسالہ

السیف القاطع علامہ فہامہ جناب مولانا عبداللہ صاحب چار باغی مہتمم معہد العلوم چارباغ کے احقر نے بطور استفادہ بالاستعاب مطالعہ کیا۔ الحمد للہ بہت مفید معلوم ہوا۔ رسالہ مذکورہ میں مسئلہ یا محمد ﷺ کی شرعی حثییت کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مباحث متعلقہ پر حاوی وجامع ہے۔ نقول معتمد اور مستند کتابوں سے لی گئی ہیں اور عمدہ سے عمدہ قول کو سامنے رکھدیا ہے امید ہے کہ علماء اور طلباء کو تلاش اور تتبع سے بے نیاز کر دیا ہے۔ امید ہے کہ علماء اور طلباء اسکی قدر کرینگے مولانا صاحب نے بڑی محنت وعرق ریزی کے بعد ایک ایسی تالیف برادران اسلام کے سامنے پیش کرائی۔ جسمیں اس اہم مسئلے کا حل موجود ہے۔

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

اس باب میں اس وقت تک کوئی کتاب اس قدر جامع اور حاوی ایسی سادہ اور بے تکلف طرز میں نہیں لکھی گئی ہے۔ ناظرین مطالعہ کے بعد خود اندازہ لگا سکیں گے کہ جو کچھ احقر کہہ رہا ہے وہ سر تاپا واقعی ہے۔ اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ مؤلف کو جزاء خیر عطاء فرمائیں اور اس بقامت کمتر وبقیمت بہتر رسالہ کو عوام وخواص کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ اور معاشرے کی تباہ کاریوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائیں آمین ثم آمین۔

احقر حسین احمد مدنی خادم جامعہ صدیقیہ اله باد سوات

تقریظ صدر المدرسین جامعہ عثمان ابن عفان خواز خیلہ حضرت علامہ فضیلۃ الشخ مولانا محمد عمرولی خیل

میں نے اپنے استاد محترم مولوی عبداللہ صاحب چارباغی کا رسالہ السیف القاطع کے بعض حصہ کا مطالعہ کرلیا یہ رسالہ یا محمد ﷺ کی شرعی حیثیت کے ظاہر کرنے میں نہایت مدلل اور مفید ہے۔ اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ یہ سب لوگوں کے لئے فائدہ مند ہو۔ اللہ پاک مولانا صاحب اور لکھنے والے کو اس کا اجر دنیا اور آخرت میں عطا فرمادیں۔ آمین ثم آمین۔

از محمد عمر عفی عنہ ولی خیل المدرس فی الجامعۃ عثمان ابن عفان

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

تقریظ شیخ المشائخ یادگار سلف الاستاذ المعظم شیخ القران جناب حضرت مولانا محمد افضل خان صاحب شاہپور کانا سوات۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمدامصلیا علی سیدالمرسلین وعلی الہ واصاحبہ اجمعین۔
بعض مواضع رسالہ تو میں نے دیکھے۔ واقعی صحیح رسالہ ہے کیف اور مصنف عالم تبحر ہے اور میرا خاص شاگرد ہے۔ الھم بارک فیما اعطیتہ واغفرلہ وارحمہ بفضلک وکرمک وعظیم سلطانک آمین ثم آمین ولاارضی بآمین حتی اضم الیہ الف الف امینا۔ دعاگو محمد افضل خان غریب خادم جامعہ تعلیم القران

شاہپور شانگلہ سوات

تقریظ جناب حضرت مولانا مفتی عبدالودود صاحب سابق قاضی ریاست سوات تحصیل خوازہ خیلہ۔ مولانا عبداللہ صاحب کا یہ رسالہ یا محمد کے بارے میں کافی وشافی ہے۔ موصوف نے مسئلہ کی حقیقت دلائل کی روشنی میں واضح کی ہے اللہ پاک مولانا صاحب کو اس کا اجر دنیا و آخرت میں عطا فرمادیں اور عوام الناس کو اس پر عمل کی توفیق فرمادیں۔ وماعلینا الا البلاغ

ازمفتی عبدلودود صاحب

تقریظ: مہتمم جامعہ عثمان ابن عفان خوازہ خیلہ جناب حضرت مولانا قاری حبیب احمد صاحب۔ ارشاد باری تعالی ہے۔ فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والاخر ذالک خیر واحسن تاویلا الایہ۔

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

شرعی حیثیت عوام کی اصلاح کی غرض سے ظاہر کی جائیں اور چند اکابر علماء دیوبند کے معتمد حوالے اور فتوے پیش کیے جائیں تا کہ عوام پر یہ واضح ہو جائے کہ ﴿ یا محمد ﴾ کا پکارنا یا مسجد کے محراب پر یا کسی گاڑی پر یا کلینڈر وغیرہ پر ﴿ یا اللہ ﴾ کے بالمقابل اسے لکھنا شرعا کیسا ہے دراصل ﴿ یا محمد ﴾ کے دو پہلو ہیں ایک پہلو اس کا یہ ہے کہ اس کا تعلق ان آداب کے ساتھ ہے جو جناب رسول اللہ ﷺ کیساتھ ہم کلامی میں خطاب کرنے کے لئے نازل کئے گئے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ پیارے رسول سید المرسلین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین امام الانبیاء خاتم النبین محمد رسول اللہ ﷺ کیساتھ خطاب کرنے کے بارے میں امت کو اللہ تعالی نے چند آداب سکھائے ہیں مثلا سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۰۴ میں ارشاد ہے کہ ﴿ یاایھاالذین آمنو الاتقولوا راعنا وقولو انظرنا ﴾ اے مسلمانو اپنے نبی کے ساتھ خطاب کے وقت ﴿ راعنا ﴾ مت کہا کرو بلکہ اس کی جگہ ﴿ انظرنا ﴾ کہدیا کرو۔ اور سورۃ الحجرات کے پہلے آیت میں ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز میں پیش قدمی نہ کرو جس میں یہ بھی داخل ہے کہ مجلس میں جب گفتگو کی اجازت تمہیں نہ ہو تو گفتگو میں ان سے سبقت نہ کیا کرو چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا (نھو ان یتکلمو ابین یدی کلامہ ﷺ ---------- صفوۃ التفاسیر)

اور دوم آیت میں فرمایا کہ تم اپنی آواز یں پیغبر علیہ سلام کی آواز

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

سے بلند مت کیا کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں کھل کر بولا کرتے ہو۔ اور سورۃ النور کی آیت ۶۳ میں حکم دیا ﴿لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا﴾ اِس آیت میں مشہور دو تفسیریں ہیں ایک تفسیر ﴿دعاء الرسول﴾ میں اضافت مصدر الی الفاعل پر مبنی ہے۔ اور دوم اضافت مصدر الی المفعول پر مبنی ہے حافظ ابن کثیر اور علامہ شنقیطی وغیرہ علماء نے دوم قول کو راجح اور ظاہر کہا ہے اور اگر راجح بھی نہ ہو تب بھی دونوں قول برابر ہیں اور دونوں کے لینے میں کوئی تضاد نہیں بلکہ دونوں مراد اور واجب العمل ہیں۔ اول تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت محمد ﷺ جب لوگوں کو بلائے تو اس کو عام لوگوں کے بلاوے کی طرح نہ سمجھو کہ اِس میں آنے اور نہ آنے کا اختیار باقی رہتا ہے بلکہ اس وقت آنا فرض ہو جاتا ہے اور بغیر اجازت جانا حرام ہو جاتا ہے۔

﴿معارت القرآن﴾

دلیل نمبر ا۔ اور دوم تفسیر رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ابن کثیر اور قرطبی وغیرھما مفسرین نے نقل کی ہے کہ جب تم رسول اللہ ﷺ کو کسی کام کیلئے بلاتے ہو یا گفتگو میں مخاطب کرتے ہو تو جس طرح عام لوگ ایک دوسرے کو نام لیکر پکارتے ہیں تو تم اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو نام لیکر یا محمد کہہ کر نہ پکارو کیونکہ یہ بے ادبی ہے بلکہ جب وہ حاضر ہیں اور تمہاری آواز سن سکتے ہیں تو ادب کے القاب سے

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

خطاب کرو مثلاً یا رسول اللہ ﷺ یا نبی کہا کرو تفسیر ابو حیان میں ہے کہ عرب کے بعض بدوی عادتوں میں سے ایک عادت یہی تھی کہ آپس میں ایک دوسرے کو نام سے پکار کر بلاتے تھے۔ ابو حیان نے صحیح کہا ہے کیونکہ یہی عادت آجکل بھی عرب میں پائی جاتی ہے کہ چھوٹے بڑے کو ہمارے جیسے پشتو میں ﴿ تورداد، سپین داد ﴾ وغیرہ جیسے القاب استعمال نہیں کرتے ہیں۔ صرف باپ کو یا ابی اور ماں کو یا امی! اور عالم کو یا شیخ کہہ کر بلاتے ہیں اور مخاطب کرتے ہیں باقی سب کو نام لیکر پکارتے ہیں۔ اور یہ ان میں بے ادبی نہیں سمجھی جاتی ہے اور نہ وہ برا سمجھتے ہیں۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کو بعد نبوت اکثر صحابہ کرام یا رسول اللہ یا نبی اللہ کے القاب سے خطاب کیا کرتے تھے۔ اور بعض جو اعرابی اور دیہاتی تھے تو وہ آپ کو بدوی عادات کے مطابق یا محمد کہا کرتے تھے جن کی مثالیں احادیث میں جگہ جگہ ملتی ہیں۔ تو عرب آپس میں نام سے پکارنا اگرچہ برا نہیں سمجھتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی شان اور حثییت تو کچھ اور تھی۔ ایسے جلیل القدر نبی کی شان سے یہ مناسب نہیں تھا کہ خاص صحابہ ایک قسم کا خطاب ان کے ساتھ کرے اور دیہاتی یا باہر سے آئے ہوئے لوگ اپنی اپنی عادتوں کے مطابق خطاب و مخاطبہ کریں جس میں ادب اور تعظیم و توقیر کا کوئی پہلو نہ ہو تو اس وجہ سے اللہ کریم نے اپنے۔

لیکن یہ استعمال قبل نزول النہی ہے اس کی تفصیل آنی والی ہے۔

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

نبی کے ساتھ مخاطبہ کرنے کے کچھ آداب سکھادئے۔

دلیل نمبر ۲۔ چنانچہ الدر المشور میں بروایت ابن اسحاق عن ابن عباس ذکر ہے کہ بنو تمیم کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ باہر تشریف فرمانہ تھے تو آپ کا انتظار کئے بغیر باہر ہی سے کھڑے ہو کر آپ کا نام لیکر پکارنے لگے لہ یا محمدؐ اخرج الینا تو سورۃ الحجرات کی ابتدائی آیتیں اس بارے میں نازل ہوئیں۔ ان کو زجر دیا گیا اور نبیؐ کے ساتھ گفتگو اور بلانے کے آداب ذکر فرماوے گئے۔ یہ تو بنو تمیم نے اس وقت آواز دی تھی جبکہ نبیؐ گھر کے اندر موجود تھے۔ سطح زمین کے اوپر تشریف فرما تھے۔ ان کے اور یا محمد کہنے والے بنو تمیم کے درمیان صرف حجرہ مبارکہ کی دیواریں حائل تھیں، پھر بھی ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے

(انّ الّذین ینا دونک من ورّاء الحجرات اکثر ھم لا یعقلون)

فرمادیا اور آج بھی نبیؐ حجرہ مقدسہ کے اندر ہیں۔ اور حجرہ مں پھر روضہ مبارکہ میں دفن ہیں۔ اور یہاں سے حجرہ مبارکہ تک کتنے پہاڑ، بلاد، خشکیاں اور سمندر درمیان میں حائل ہیں لیکن یہاں سے یا محمدؐ کہنے والا اپنے آپ کو من ورآء الحجرات نہیں سمجھتا ہے بلکہ یا تو نبی کو اپنے ہاں حاضر سمجھتا ہے اور یا نبیؐ عالم الغیب سمجھتا ہے۔ اور دونوں عقیدے غلط ہیں۔ جیسا حکیم الامت مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

کہ کلام کا اقتباس ابھی آنے والا ہے اور سورۃ النور اور سورۃ الحجرات کی دونوں ایتوں کا یہ مطلب اور یہ مراد لینا کہ نبی علیہ السلام کو نام لیکر یا محمد مت کہا کرو۔ یہ سب مفرین نے ذکر کیا ہے۔ جن میں سے مشہور تفاسیر کے حوالے یہ ہیں۔

ابن کثیر ج ۳ (ص) ۳۰۶ تفسیر کبیر ج ۶ (ص) ۲۹۶ قرطبی ج ۱۲ (ص) ۳۲۲ خازن ج ۳ (ص) ۳۴۲ روح المعانی ج ۱۸ (ص) 225 طبری ج ۱۸ (ص) ۱۳۴ بحر محیط ج ۳ (ص) ۳۷۵ البیضاوی ج ۲ (ص) ۱۳۶ جلالین ج ۲ (ص) ۳۰۲ الکشاف ج ۳ (ص) ۷۹ زاد المسیر ج ۵ (ص) ۸۷ ۳ جامع البیان ج ۲ (ص) ۸۱ معارف القرآن ج ۶ (ص) ۴۵۵ صفوۃ التفاسیر ج ۲ (ص) ۳۵۱ الجصاص احکام القرآن ج ۳ (ص) ۳۳۷ مدارک ج ۲ (ص) ۱۷۶ التسہیل ج (ص) ۷۳۔

<u>دلیل نمبر ۳۔</u> اور اس قول کی تائید اس حدیث سے بھی ہو جاتی ہے۔ عن انس ؓ قال کان رسول اللہ ﷺ فی السوق فقال رجل یا ابا القاسم فالتفت الیه النبی ؐ فقال انما دعوت هذا فقال النبی ؐ سمّوا باسمی و لا تکتنوا بکنیتی .... مشکوۃ ج ۲ ص ۴۰۲ یعنی نبیؐ ایک دفعہ کسی حاجت کیلئے بازار گئے تھے۔ تو پیچھے سے ایک آدمی نے یا ابا القاسم کہہ کر آواز دی تو نبی علیہ السلام نے پیچھے اس

وجہ سے

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

التفات فرمائی کہ شاید مجھے کوئی بلا رہا ہے لیکن اس ادمی نے کہا کہ میں آپکو نہیں بلکہ اس شخص کو بلا رہا ہوں۔ بعد میں رسولؐ نے حکم صادر فرمادیا کہ میرے نام پر کسی کیلئے نام رکھ سکتے ہو لیکن میرے کنیت پر کنیت مت رکھو۔ تو نبی علیہ السلام نے دوسروں کیلئے اپنا نام محمد رکھنے کی اجازت دے دی اور کنیت ابا القاسم کی اجازت نہیں دی اس میں کونسی حکمت تھی۔ حالانکہ محمد نام زیادہ قابل احترام ہے بنسبت ابا القاسم کی۔ وجہ یہ ہے کہ کسی دوسرے کا نام بھی اگر ابو القاسم رکھا جائے اور پھر نبی علیہ السلام کی موجودگی میں اس شخص کو ابو القاسم نام سے پکارا جائے تو آپؐ پر التباس آئے گا کہ آیا مجھے بلا رہا ہے بخلاف اسکے کہ کسی دوسرے کا نام محمد ہو اور یا محمد کہکر پکارا جائے تو آپؐ پر التباس نہیں آئے گا اس وجہ سے کہ آپ سمجھ رہے ہیں کہ مسلمان مجھے نام لیکر نہیں پکارتا ہے یہ کسی اور محمد کا نام والے شخص کو پکارتا ہے۔ کیونکہ مؤمنین کو اس سے منع کیا گیا ہے۔ ملا علی القاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں یہی وجہ ذکر کی ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔ فانہ لا یوجب الا اتباس لانکم منہیتون عن دعائی باسمی لقولہ تعالے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم .. الایہ مرقاۃ ج ۹ (ص) ۱۰٤۔ شارح کی اس وجہ کو بیان کرنے سے صاف معلوم ہوا کہ یا محمد کہنا مذکورہ آیت سے منع کیا گیا ہے۔

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

دلیل نمبر ۴۔ اور اسی طرح اس قول کی تائید اس سے بھی ہو جاتی ہے کہ سو
رۃ المائدہ کی آیت (اذقال الحوا ریون یا عیسی ابن مریم) کی
تفسیر میں صاحب التسہیل المفسر محمد بن احمد الجزریؒ یوں تحریر فرماتے ہیں
(ندائھم له با سمه دلیل علی انھم لم یکو نو ایعظمو نه
کتعظیم المسلمین المحمد ﷺ فا نھم کا نو الا ینا دو نه با
سمه) یعنی عیسائی لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کو یا عیسی کہہ کر بلاتے تھے
اسمیں واضح دلیل ہے کہ وہ عیسی علیہ السلام کی ایسی تعظیم نہیں کرتے تھے
جس طرح مسلمان قوم اپنے رسول ﷺ کی تعظیم کیا کرتے ہیں کہ مسلمان
اپنے پیغمبر کا نام لیکر یا محمد سے نہیں پکا ر
تے ہیں کیونکہ یہ بے ادبی اور خلاف تعظیم ہے۔

دلیل نمبر ۵۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنے کتاب (الشفاء) میں کہا ہے
:۔ (و معا ذکر من خصا ئصه وبر اللّٰه تعا لی به ان اللّٰه تعا لی
خا طب جمیع الا نبیاء با سما ئھم فقال یا آدم یا نوح یا ابرا
ھیم یا مو سیی یا دا ودیا عیسی یا ز کر یا یا یحی و لم یخا
طب ھو الا بیا ایھا الر سول یا یھا النبی ، یا ایھا المزمل ، یا
ایھا المد ثر:...... الشفاء ج ١ صفحہ ٣١) یعنی رسول اللہ ﷺ
کی خصوصیات میں سے اور اللہ تعالی کے آپ کیساتھ احسان اور بھلائی میں
سے ایک یہ ہے کہ باقی سب انبیاءؑ کیساتھ اللہ تعالی نے انکے ناموں کے
ساتھ خطاب کیا ہے مثلاً۔

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

یا آدم یا نوح یا ابراہیم وغیرہ اور آپ کیساتھ قرآن میں کہیں یا محمد کہکر خطاب نہیں کیا ہے مگر ایھا الرسول ایھا المزمل ایھا المدثر جیسے القاب کیساتھ خطاب کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب باری تعالی اپنے رسول کیساتھ تعظیم اور ملاطفت کے القاب سے خطاب کرتا ہے اور نام سے خطاب نہیں کیا تو ہم کیوں یا محمد کہہ کر بے ادبی کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۶۔ اسی طرح ایک اور حدیث ہے مسلم شریف میں ﴿عن ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ قال کنت قائما عند رسول اللہ ﷺ فجاء حبر من احبار الیھود فقال السلام علیک یا محمد فدفعتہ دفعۃ کاد یصرع منھا قال لم تدفعنی فقلت الا تقول یا رسول اللہ فقال الیھودی انما ندعوہ باسمہ الذی سماہ بہ اھلہ﴾ یعنی ایک یہودی عالم نے آکر **نبی علیہ السلام** کو یا محمد کہدیا تو حضرت ثوبانؓ نے اس یہودی کو دھکا دیکر اس کیساتھ جھگڑا کرنے لگے کہ تو نے نبی علیہ السلام کا نام لیکر کیوں پکارا؟ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام (لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم الایۃ) پر عمل کرتے ہوئے خود بھی آپؐ کو یا محمد نہیں کہا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی سختی سے منع کرتے تھے ﴿مسلم ج ا ص ۱۴۶ باب بیان منی الرجل والمرءۃ﴾

﴿فائدہ﴾ جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا کہ احادیث میں بعض جگہ یا محمد کے الفاظ پائے جاتے ہیں تو یہ بات کیسے صحیح

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

ہو گی کہ صحابہ خود یا محمد نہیں کہتے تھے اور دوسروں کو منع کرتے تھے۔ مثلاً حدیث جبرئیل میں آیا ہے کہ جبرئیل نے کہا یا محمد اخبرنی عن الایمان۔ الحدیث اور مسلم شریف کی کتاب الایمان میں ایک حدیث میں آتا ہے ﴿فجاء رجل من اهل البادية فقال يا محمد اتانا رسولك الخ﴾ اور دوسرے روایت میں ہے ﴿ان اعرابیا عرض لرسول الله ﷺ فاخذ بخطام ناقته ثم قال يا محمد اخبرني بما يقربني من الجنة الخ﴾ اور مسلم شریف میں باب الہجرۃ کی آخری حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام مکہ سے ہجرت کرتے ہوئے جب مدینے میں داخل ہو رہے تھے تو لوگ استقبال کیلئے کھڑے تھے اور خوشی سے بچے وغیرہ یا محمد یا رسول اللہ کی آوازیں بلند کیا کرتے تھے۔ عبد اللہ بن عمر سے بھی نقل ہے کہ اس نے بھی ایک دفعہ یا محمداہ کہا تھا اسی طرح حدیث جبریل میں بھی یہ لفظ آیا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کے یا محمد کہنے سے ملا علی القاریؒ نے یہ جواب دیا کہ لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم الخ کا حکم صرف آدمیوں یعنی انسانوں کو ہے فرشتے اس حکم میں داخل نہیں ہیں۔ بدلیل قولہ تعالیٰ (بینکم) یعنی بینکم خطاب ہے انسانوں کو نہ کہ فرشتوں کو۔ اور بعض روایات میں یا محمد کی جگہ یا رسول ﷺ آیا ہے۔ اور قرطبی نے یہ جواب دیا ہے کہ جبرئیل اپنے بارے میں صحابہ کو ابہام میں ڈالنا چاہتے تھے کہ یہ کوئی اعرابی ہے کیا؟ قرطبی کہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

﴿وقال یا محمد اراد بذلك التعمية فصنع صنع الاعراب﴾ اور یہی جوابات علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب نے فتح الملہم مین بھی نقل کیے ہیں اور باقی جن احادیث میں یہ لفظ وارد ہے تو یہ استعمال قبل ورود النہی اور قبل التحریم ہے۔ چنانچہ ملاعلی قاری تحریر فرماتے ہیں۔ ﴿ واماماورد فی الصحاح من نداء بعض الصحابة باسمه فذاك قبل التحريم۔ مرقاة اص ۵۱﴾ اور علامہ نووی شارح مسلم بھی یہی جواب دیتے ہیں فرمایا

﴿ قوله (يا محمد) قال العلماء لعل هذا كان قبل النهى عن مخاطبته باسمه قبل نزول ☆ قول الله عزوجل لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم الاية ويحتمل ان يكون بعد نزول الاية ولم تبلغ الاية هذا القائل ۔ مسلم ج اص ۱۷۰ ﴾ اور جواہر القرآن کے ج اص ۳۱۴ پر ہجرت والی بات کا نقل صرف بیان واقع کیلئے ہے کہ ہجرت کے وقت ایسی بات ہوئی تھی۔ بیان جواز کیلئے حضرت شیخ نے نقل نہیں کیا ہے۔

﴿ كما هو الظاهر من صنعه فى التعليق على ايتى سورة النوروالحجرات ﴾ اگر کوئی سوال کرتا ہے کہ ہم اب یا محمد کو بعد الوفات حاضروناظر کے عقیدے پر نہیں کہتے ہیں اور نہ انکو دور سے سنانا مقصود ہے جواب یہ ہے کہ اس عقیدے سے یا محمد کہنا تو نداء غیر اللہ کیوجہ

قولہ نزول ۔ اس وجہ سے کہ سورة نور ٦ھ کے آخری نصف میں نازل ہوئی ہے غزوہ خندق کے بعد اور الحجرات ۹ھ کے قریب نازل ہوئی ہے۔

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

سے ممنوع ہے۔ اس کا حکم الگ ہے بعد میں آنے والا ہے اور بغیر اس عقیدے کے اس کا کہنا بے ادبی اور ترک تعظیم کیوجہ سے ممنوع ہے اگر چہ عقیدہ حاضر ناضر کا نہ ہو۔ کیونکہ تمام مفسرین نے سورۃ نور اور سورۃ الحجرات کی آیتوں میں یا محمد کہنے کی ممانعت کی وجہ اور علت صرف یہی بیان کی ہے کہ نام سے پکارنے میں بے ادبی ہے اور تعظیم و توقیر کے خلاف ہے۔ دیکھو (معارف القرآن ص ۴۴۵ ج ۶ میں مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ جب تم رسول اللہ ﷺ کو کسی ضرورت سے بلاؤ یا مخاطب کرو تو عام لوگوں کی طرح آپ کا نام لیکر یا محمد نہ کہو کہ بے ادبی ہے۔ اور امام رازی رحمہ اللہ مسائل رازی ص ۳۲۱ میں رقمطراز ہیں ﴿نهاهم الله عن ذالك بقوله لا تجعلوا دعاء الر سول آلاية اعظاما للنبى عليه السلام﴾ اور صفوۃ التفاسیر ج ۲ ص ۳۵۱ میں ہے ﴿لا تنادو ا الرسول باسمه تفخيما لمقامه و تعظيما لشانه﴾ قاضی عیاضؒ بھی الشفاء ص ۳۵ میں لکھتے ہیں ﴿ولا تنادوه باسمه نداء بعضكم لبعض ولكن عظموه و وقروه ونادوه باشرف ما يحب ان ينادى به و غير ذالك من التفاسير﴾ پس ان تمام نقول سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یا محمد کہنے کی ممانعت نبی علیہ السلام

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

کی ادب اور تعظیم و توقیر کیوجہ سے ہے اگرچہ حاضر و ناضر کا عقیدہ ہی نہ ہو۔ اب یہ ممانعت یا محمد کہنے کی ادب اور تعظیم کیوجہ سے جسطرح حالت حیات میں تھی تو اب بعد الوفاۃ بھی ادب اور تعظیم ضروری ہے اور یہ بعد الوفاۃ بھی ممنوع اور ناجائیز ہے۔ علامہ آلوسی روح المعانی ج ۱۸ ص ۲۲۵ میں تحریر فرماتے ہیں ﴿و فی احکام القرآن للسیوطی لان فی ھذا النھی تحریم ندائہ ﷺ باسمہ﴾ یعنی سیوطی نے کہا ہے کہ ایت لا تجعلوا دعاء الرسول الخ میں یہ نہی تحریم کیلئے ہے کہ ان کو نام سے پکارنا حرام ہے (۱) اور صاحب روح المعانی کہتے ہیں ﴿والظاھر استمرار ذالك بعد وفاتہ الآن﴾ اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حرمت ابھی تک بعد الوفا تبھی باقی ہے (۲) معارف القرآن ج ۸ ص ۱۰۱ میں ہے قاضی ابوبکر بن عربی نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور ادب آپ کی وفات کے بعد ایسا ہی واجب ہے جیسا کہ حیات میں تھی (۳) اور جلالین کے حاشیہ پر صاوی سے نقل کرتے ہیں واستفید من الایۃ لا یجوز نداء النبی بغیر ما یفید التعظیم لا فی حیاتہ و لا بعد وفاتہ و بھذا یعلم ان من استخف بجنابہ ﷺ فھو کافر ملعون فی الدنیا و الآخرۃ (جلالین ج ۲ ۲۰۲ سورۃ النور آیت ۶۳) جلالین کے حاشہ پر ہے کہ اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی علیہ السلام کو ایسے الفاظ کیساتھ نداء اور آواز جائز نہیں ہے جو تعظیم اور ادب کے خلاف ہو نہ حالت حیاۃ میں اور نہ وفات کے بعد۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی علیہ

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

السلام کی توہین اور استخفاف کرنے والا کافر اور دنیا و آخرت دونوں میں ملعون ہے۔ (٤) قاضی عیاضؒ نے (الشفاء) میں ایک ہی فصل میں تین جگہ لکھا ہے۔ ﴿واعلم ان حرمۃ النبی ﷺ بعد موتہ و توقیرہ و تعظیمہ لازم کما کان حال حیاتہ﴾ و قال (حرمتہ حیاو میتا سواء) الشفاء ص ٤٠، ٤١، ٤٣۔ جب نبی علیہ السلام کی تعظیم حیات اور بعد الوفاۃ دونوں حالتوں میں یکساں لازم ہے تو بعد الوفاۃ بھی (یا محمد) ان کو کہہ کر پکارنا بے ادبی ہے۔ اور خصوصاً جو حضرات نبی علیہ السلام کیلئے حیات ناسوتی اور دنیوی پر قبر میں قائل ہیں تو کیوں وہ لوگ یہ بے ادبی کرتے ہیں انکے قول اور فعل میں تضاد ہے۔

(فائدہ) جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ محبت کیوجہ سے (یا محمدؐ) کہنا جائز ہے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے اسوجہ سے کہ نبی علیہ السلام کیساتھ محبت کا معیار مندرجہ ذیل حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ عن انسؓ قال رسول اللہ ﷺ لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین میفق علیہ۔ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ مراد محبت سے تعظیم و اجلال ہے تو اس حدیث میں نبی علیہ السلام کے ساتھ باپ سے بھی زیادہ محبت رکھنا مطلوب ہے

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

اور ظاہر ہے کہ عرفا اور عادۃً باپ کو محبت کیوجہ سے نام کیساتھ نہیں پکارا جاتا ہے تو جس کے ساتھ باپ سے بھی زیادہ محبت ہو اس کو بطریق اولی نام سے پکارنا بدتر ہے۔ اب چونکہ پہلے ذکر ہوا کہ یا محمدؐ پیغمبر کی تعظیم کی وجہ سے ناجائز ہے تو اب اگر ہم اسے محبت بمعنی تعظیم کی وجہ سے جائز کہے تو یہ مستلزم ہے قلب العلۃ کیلئے کہ تعظیم پہلے منع کیلئے علت تھی اب جواز کیلئے علت بنادی گئی تو اصول الفقہ میں اس کو معارضہ فیہا مناقضہ کہا جاتا ہے۔ اور نور الانوار وغیرہ نے اس کو وجوہ فاسدہ میں سے شمار کیا ہے اور قاضی عیاضؒ کے علاوہ عام علماء نے حدیث میں محبت بمعنی تعلق قلبی غیر طبعی مراد لی ہے۔ جس کیلئے منشاء مختلف چیزیں ہو سکتی ہے۔ نوال یا جمال یا کمال یا امر عقلی۔ پس اس معنی پر مذکورہ حدیث میں نبی علیہ السلام کے ساتھ باپ سے بھی زیادہ تعلق قلبی رکھنا مطلوب ہے۔ اور نبی علیہ السلام کے ساتھ صحابہ کرام سے کوئی زیادہ محبت اور تعلق قلبی رکھنے والے نہیں تھے۔ حالانکہ صحابہ کرامؓ نے نبی علیہ السلام کے ساتھ محبت کیوجہ سے یا محمدؐ کہہ کر خطاب نہیں کیا ہے۔ بعد ورود النھی اور اس بات کی دلیل کہ نبی علیہ السلام صحابہ کو سب سے زیادہ محبوب تھے کئی شواہد ہیں۔ منجملہ ان میں سے ایک ابوسفیان بن حرب کا قول ہے کہ ما رایت احدا من الناس یحب احدا کحب اصحاب محمد محمدا۔ فتح الملہم ج ۱ ص ۱۱۳ اور الشفاء میں قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ سئل علی بن ابی طالبؓ کیف کان حبکم لرسول ﷺ قال کان واللہ احب الینا من اموالنا واولادنا وابائنا وامھاتنا ومن الماء البارد علی

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

الظماء﴾ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ تمہاری محبت نبی علیہ کے ساتھ
کیسی تھی؟ فرمایا کہ اللہ کی قسم ہماری محبت ان کے ساتھ بہت زیادہ تھی
اپنے اموال سے اولاد سے اور ماں باپ سے اور شدید پیاس کے وقت
ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہم ان کو چاہتے تھے ﴿و عن انسؓ قال لم یکن
شخص احب الیھم من رسول اللہ ﷺ و کانو اذا راوہ لم یقوموا من
کراھیتہ لذالک۔ ترمذی ج ۲ ص﴾ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کوئی
شخص صحابہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر محبوب نہ تھا لیکن یہ
لوگ جب نبی علیہ السلام کو دیکھتے تو آپ کیلئے نہیں اٹھتے تھے کیونکہ وہ
جانتے تھے کہ نبی علیہ السلام اسے پسند نہیں فرماتے۔ تو اگر بوجہ محبت
نبی علیہ السلام کو (یا محمد) سے پکارنا کوئی اچھی خصلت ہوتی تو صحابہ کرام
کبھی بھی اسے ترک نہیں کرتے۔ چنانچہ حافظ ابن اکثیر سورۃ الاحقاف کی
آیت نمبر ۱۱ کی تفسیر کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں ﴿واما اھل السنۃ
والجماعۃ فیقولون کل قول وفعل لم یثبت عن الصحابہ رضی اللہ
عنھم فھو بدعۃ لانہ لو کان خیر السبقونا الیہ لانھم لم یتر
کواخصلۃ من خصال الخیر الا وقد بادروا الیھا ابن کثیر ج ۳ ص
۳۱۸﴾ یعنی اہل سنت والجماعۃ کا مسلک یہ ہے کہ جو قول یا فعل صحابہ
سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے کیونکہ اس میں کوئی خیر ہوتی تو وہ ہم سے
ضرور اس کی طرف سبقت کرتے۔ اس وجہ سے کہ خیر کی خصلتوں میں
سے کوئی ایسی خصلت نہیں جس کی طرف صحابہ کرام نے جلدی اور
سبقت نہ کی ہو۔ اسی طرح اگر محبت کیوجہ سے (یا محمد) کہنا جائز ہوتا ہو

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

تو اللہ تعالیٰ کی محبت نبی کیساتھ سب سے زیادہ ہے اور اس وجہ سے ان کو حبیب اللہ کا لقب دیا گیا اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دیگر انبیاء علیہم السلام کو نام سے تو پکارا ہے لیکن یا محمد سے پکار قرآن کریم میں کہیں بھی موجود نہیں ہے تو وہ کون سی محبت ہے جس کی وجہ سے یا محمد کہنا جائز ہو۔

محراب وغیرہ پر یا محمد ﷺ کا لکھنا

اور جس طرح شرع میں منع کے ورود کے بعد یا محمد ﷺ کی پکارنا جائز ہے۔ تو اسی طرح محراب وغیرہ پر اس کا لکھنا بھی ناجائز ہے اور خلاف ادب ہے اس وجہ سے کہ جس کیلئے کسی لفظ کا بولنا خلاف ادب ہو تو اس کے لئے اس لفظ کا لکھنا بھی خلاف ادب ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ دلالت غیر لفظی وضعی کی اقسام دوال اربعہ جو مشہور ہیں ان میں سے ایک قسم خطوط ہیں والخط یدل علی اللفظ جب خط دال ہے لفظ پر اور یا محمد کے بارے میں پہلے سے معلوم ہوا کہ یہ بے ادبی ہے اس وجہ سے جائز نہیں تو اس لفظ پر دلالت کرنے والا خط بھی بے ادبی ہے۔ دیکھو مشرکین مکہ نبی علیہ السلام کے حق میں (رسول اللہ) لفظ کا نہ اقرار کرتے تھے اور نہ آپ کے نام کیساتھ یہ ذکر کرتے تھے تو حدیبیہ کے صلح نامہ میں بھی اس لفظ کو لکھنا نہیں مانا۔ نبی علیہ السلام نے جب کاتب کو فرمایا ﴿اکتب ھذا ماقاضی علیہ محمد رسول اللہ﴾ تو مشرکین کے نمائندہ سہیل بن عمرو نے کہا ﴿واللہ لو کنا نعلم انک رسول اللہ ماصددناک عن البیت ولاقاتلناک﴾ اگر ہم آپ کو رسول مان لیتے تو آپ کو بیت اللہ سے منع نہ کرتے اور آپ سے لڑائی بھی نہ کرتے (باقی صفحہ نمبر ۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

نہ کرتے تو مشرکین جانتے تھے کہ (رسول اللہ) لفظ کا بولنا اور لکھنا ایک ہی چیز ہے اس وجہ صلح نامہ میں اس کو نہیں لکھنے دیا اور نبی علیہ السلام کے کاتب حضرت علیؓ بھی یہ جانتے تھے کہ نبی علیہ السلام کو رسول اللہ زبان سے نہ بولنا اور یا خط میں ان کے نام سے یہ لفظ مٹادینا دونوں برابر ہیں تو اسی وجہ مٹادینے سے انکار کیا۔

(۱) پس معلوم ہوا کہ اسی طرح یا محمد زبان سے بولنا یا اسکو دیوار پر لکھنا دونوں بے ادبی ہے۔ اور اس دلیل کے علاوہ کہ دال اور مدلول دونوں حکم میں برابر ہیں فقہاء کرام نے مسجد کی محراب اور قبلہ کی طرف دیوار پر آیات قرآنی یا دیگر کلمات کا لکھنا مکروہ کہا ہے چاہے یا اللہ یا محمد ہو یا دوسرے کلمات (۲) مفتی محمد شفیع صاحب اپنے فتاوی کے ج ۳ ص ۳۱۲ میں لکھتے ہیں۔ دیوار قبلہ پر اور برابر کی دیواروں پر آیات قرآنی وغیرہ لکھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس سے مصلی کا خیال منتشر ہوتا ہے۔

(۳) اور مفتی کفایت اللہ صاحب نے کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۴۰ میں بھی اسی طرح فتوی دیا ہے۔

(۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ مسجد کے محراب پر یا محمد لکھنا آجکل بریلویوں کا

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

شعار ہے۔اور اہل بدعت لوگوں کا شعار ترک کردینا چاہئے ۔چنانچہ ملا علی القاری ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

﴿و فيه اشعار الى ان كل سنة تكون شعار اهل البدعة تركها اولى ۔۔ مرقاد ٤٠ ص ٦٣﴾ یعنی جو طریقہ اہل بدعت کا شعار اور خصوصی نشان بن گیا ہو تو اس کا ترک کردینا اولی ہے۔

(۵) استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری ﴿خیر الفتاوی ج ا ص ۱۴۱﴾ میں مندرجہ ذیل سوال وجواب تحریر فرماتے ہیں۔سوال :۔کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کی دیواروں پر شرعا یا اللہ یا محمد لکھنا جائز ہے؟ یا لازما صرف اللہ محمد لکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(جواب) شریعت میں ایسا کہیں نہیں ملتا کہ یہ الفاظ مساجد میں ضرور لکھے جائیں لیکن چونکہ ایسا کرنا ممنوع☆ بھی نہیں۔

☆

(ممنوع بھی نہیں) تحقیق المناط کے وقت کا حکم ہے۔ مجتہد جب مسکوت عنہ اشیاء کے حکم پر غور کر رہا ہے اور اس کیلئے کوئی اصل ڈھونڈ رہا ہے تو یہ اس وقت کے اصل حکم سے تعبیر ہے۔ شرعی حکم ابھی آنے والا ہے۔ خط کشیدہ الفاظ کو دیکھو تو یہ ممنوع بھی نہیں الفاظ سے کوئی غلط فائدہ نہ اٹھائے کہ دیکھو مولانا نے کہا ہے کہ ایسا کرنا ممنوع بھی نہیں بلکہ سطر آخری تک جانا چاہئے۔ لا تقربوا الصلوۃ پر وقف نہیں کرنا چاہئے۔ بعد میں انہوں نے یہ حکم نہیں لگایا۔ کہ لہذا ان الفاظ کا لکھنا جائز نہیں ہے۔ تحقیق المناط تخریج المناط کی اصطلاحات کو جاننے والوں کیلئے نشاندہی اور اس حاشیہ کی ضرورت نہیں۔

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

لھذا یہ دیکھنا چاہئے کہ جن الفاظ کے لکھنے میں کوئی اور مفسدہ لازم نہ آئے وہ جائز ہوں گے اور یااللہ یا محمد چونکہ عام طور پر اہل بدعت اپنی مسجد میں لکھا کرتے ہیں اور لفظ یا سے اس عقیدے کا اظہار مقصود ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی طرح آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی بھی ہر جگہ موجود ہے اور یہ عقیدہ غلط محض اور باطل ہے اور ان الفاظ کا لکھنا جائز نہیں اگر کسی کا یہ عقیدہ نہ بھی ہو مگر جیسے شرک سے بچنا ضرور ہے شائبہ شرک سے بھی بچنا ضروری ہے لہذا جو الفاظ موہم شرک ہوں، ان سے بھی اجتناب واجب ہے ﴿خیر الفتاوی ج ۱ص ۱۴۱﴾۔ اور مفتی محمد شفیع صاحب معارف القرآن میں آیت ﴿لا تقولوا راعنا﴾ کے تحت تحریر فرماتے ہیں اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر اپنے کسی جائز فعل سے دوسروں کو ناجائز کاموں کی گنجائش ملتی معلوم ہو تو یہ جائز فعل بھی اس کے لئے جائز نہیں رہتا جیسے اگر کسی عالم کے جائز فعل سے جاہلوں کو مغالطہ میں پڑنے اور ناجائز کاموں میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو اس عالم کیلئے یہ جائز فعل بھی ممنوع ہو جائے گا بشرطیکہ یہ فعل شرعاً ضروری اور مقاصد شرعیہ میں سے نہ ہو۔

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

(معارف القرآن ج ا ص ۲۸۰) اور ظاہر ہے کہ محراب پر یا محمد لکھنے سے عوام بد عقیدگی میں پڑ جاتے ہیں اور لکھنا نہ شرعاً ضروری ہے اور نہ مقاصد شرعیہ میں سے ہے۔ اور محراب یا دیوار وغیرہ پر لکھے ہوئے یا محمد کے مٹانے میں جبکہ مقصود عوام کو بد عقیدگی میں مبتلا ہونے کا سد باب ہو۔ اور مقصد تغیر اور ازالہ منکر ہو۔ تو اس میں بے ادبی نہیں ہے۔ بلکہ جب پہلے سے معلوم ہوا کہ اس کا کہنا اور لکھنا دونوں برابر کے ناجائز ہیں کیونکہ دال مدلول ہیں۔ اور دیواروں پر کلمات لکھنے کی کراہت میں بھی آتا ہے اور یہ کہنا اہل بدعت کا شعار بھی ہے۔ اور ناجائز معنی کے موہم بھی ہے۔ تو منکر ہو گیا اور منکر کا ازالہ بھی شرعاً مامور بہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ ﴿من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ الحدیث﴾ امام نووی اس حدیث کی شرح میں قاضی عیاض کا قول نقل کرتے ہیں ﴿فحق المغیر ان یغیرہ بکل وجہ امکنہ زوالہ بہ قولا کان او فعلا فیکسر الات الباطل الخ﴾ یعنی منکر کا ازالہ جس طریقے سے بھی ممکن ہو قول سے ہو یا فعل سے ہو اور جو چیز کہ بغیر توڑنے سے اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا ہے۔ تو اس کو توڑ بھی سکتا ہے

مسلم مع شرح النووی ج ۲ ص ۲۵ عالمگیری میں ہے ﴿ولو محا لوحا کتب فیہ القران و استعملہ فی امر الدنیا یجوز

حا کتب فیه القرآن وا ستعمله فی امر الد نیا یجو ز

وقد ورد النہی عن محو اسم الله بلبزاق عالمگیر ی

ج ۵ ص ۳۲۲﴾ یعنی اگر کسی تختی سے لکھا ہوا قران مٹا دے

اجائے اور تختی کو اپنے استعمال میں لایا جائے تو یہ جائز ہے۔ البتہ اللہ تعالی

کے نام کو تھوک سے مٹا دینے سے منع وارد ہے۔ اور اسی صفحہ پر لکھتا ہے

﴿ ولو کان فیه اسم الله او اسم للنبی ﷺ یحوز محوہ لیلف فیه

شئی کذافی القنیه﴾ یعنے اگر کسی دنیوی ضرورت کیلئے مٹا دینا جائز ہے تو

غیر مشروع لکھائی کا مٹا دینا بطریق اولے جائز ہے اور یا محمد کی لکھائی دیوار

پر غیر مشروع ہے۔ سعودی عرب کے ایک جلیل القدر عالم اور مفتی

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین کا ایک فتوی ہدیہ ناظرین ہے۔

﴿سئل فضیلۃ الشیخ کثیر امازی علی الجدران کتابۃ لفظ الجلالۃ (الله) وجانبھا لفظ

(محمد) ﷺ او نجد ذلک علے الرقاع او علی الکتب او علی بعض المصاحف

المصاحف فھل موضع ھذا صحیح ؟﴾ دیوار پر یا کتاب یا قرآن شریف پر کسی

چارٹ پر ایک طرف اللہ دوسری طرف محمد ﷺ لکھنا صحیح ہے یا نہیں

﴿ فا جاب قا ئلا مو ضعھا لیس بصحیح لآ ن ھذا یجعل

النبی ﷺ ندا لله مسا و یا له ولون احدارای ھذہ الکتابة

وھو لا یدری من المسمی بھما لا یقن یقینا انھما مستویان

متما ثلان فیجبازالۃ اسم رسول الله ﷺ ...مجموع فتاوی

العقیدۃ للشیخ العثیمین ج ۳ ص ۷۵ / ۷۶ ﴾

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

جواب :۔ ایسا لکھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ ایسا لکھنے سے نبی السلام کا نام اللہ تعالے کے نام کا مساوی یا مقابل ہوتا ہے خصوصاً ایک جاہل آدمی مغالطہ میں پڑ جاتا ہے کہ یہ دونوں) کوئی مماثل شخصیتیں ہیں لہذا نبی علیہ السلام کے نام کا ازالہ ایسی صورت میں ضوری ہے البتہ جہاں اللہ تعالی کے ذکر کیساتھ محمد ﷺ کا ذکر افادہ حکم اور افادہ خبر کی صورت میں آیاہو تو وہاں پر تقابل کی صورت نہیں ہے جیسا کلمہ طیبہ میں لاالہ الا محمد الرسول اللہ یا اذان اور اقامت میں یا تشہد میں اشہدان لا الا اللہ محمد الر سول اللہ۔ تو یہاں نہ تقابل ہے اور نہ اس تماثل اور مساوات کی ایہام ہے بلکہ ہر ایک مستقل کلمہ ہے ایک جملہ افادہ حکم توحید اور دوسرا افادہ حکم رسالت کرتا ہے۔

(ندا غیر اللہ.......... غیر اللہ کو پکارنا) دوسرا ایملو یا محمدؐ کا نداء غیر اللہ تعلق کا ہے غیر اللہ کو پکارنے سے مشہور مسلہ یا محمد اور یا رسول اللہ ﷺ کا ہے اس بارے میں ہم مشاہیر۔ علماء دیوبند کے اقوال اور فیصلے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ حکیم الامت فی زمانہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ایک سوال کے جواب میں یوں فرماتے ہیں ﴿وفی ندائہ ﷺ باسمہ بعد وفاتہ جہتان الاول نداء ہ من حیث انہ نداء الغائب فہو لا یہامہ اعتقاد علم الغیب او اعتقاد حضور الغائب ینہی عنہ سواء الثانی نداء من حیث انہ نداء

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

بالاسم فهو لكونه سوء الادب ينهى عنه آه امداد الفتاوی

(ج ٤ ص ٣٨٩) یعنی نبی علیہ السلام کو نام لیکر (یا محمد یا رسول الله) پکارنے میں دو وجہت ہیں ایک اس اعتبار سے کہ یہ ایک غائب کو غائبانہ آواز ہے تو چونکہ اس میں اس اعتقاد کا ایہام ہے کہ غائب کو علم غیب ہے وہ میری آواز کو دور سے سنتا ہے اور مجھ پہ عالم ہے اور یا اس اعتقاد کا ایہام ہے کہ وہ غائب یہاں پہ حاضر اور ناظر ہے اور یہ دونوں عقیدے ناجائز ہیں لہذا نبی علیہ السلام کو اس طرح ندا ءکرنے سے منع کیا جاتا ہے چاہے نام یا محمدؐ سے ہو یا لقب یعنی یا رسول اللہ سے ہو۔ اور دوم جہت اور اعتبار یہ ہے کہ یا محمدؐ صرف آواز ہی ہے بغیر اعتقاد حضور الغائب اور بغیر اعتقاد علم للغائب کے تو پھر یا محمدؐ آواز سوء ادب ہے اور بے ادبی کی وجہ سے جائز نہیں ہے اور حضرت شیخ المشائخ مولانا رشید احمد گنگوہی یوں فرماتے ہیں۔

سوال:۔ یا رسول اللہ دور سے یا نزدیک قبر شریف سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جب انبیاء علیہ السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہو گا اگر یہ عقیدہ رکھ کر کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ کفر ہے۔ البتہ اگر اس کلمہ کو درود شریف کے ضمن میں کہے اور یہ عقیدہ کرے کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں تو درست ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ درود بندہ مومن کا آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں اور

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

ایک صنف ملائکہ اسی خدمت پر ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۳۔ مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ سوائے درود شریف کے دوسرے موقع پر نہیں کہنا چاہیے اور صلاۃ و سلام رسول کریم ﷺ پر اگر بدون کسی آمیزش بدعات کے ہے تو اس کے افضل ہونے میں اور موجب ثواب ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ فتاوی دار العلوم دیوبند ج ا ص ۱۰۶

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں یارسول اللہ کہنے والا اگر یہ سمجھ کر ندا کرتا ہے کہ حضورؐ میری آواز کو ہر وقت اور ہر جگہ سے سنتے ہیں تو یہ نداء ناجائز اور یہ خیال غلط ہے۔ اور اگر اس خیال پر کہ میرے یہ الفاظ حضورؐ کو فرشتے پہنچا دیتے ہیں تو درود و سلام کیساتھ یہ خیال درست ہے۔ لیکن بغیر درود و سلام کے اس عقیدہ اور خیال کی صحت کے لئے کوئی دلیل شرعی نہیں۔۔۔۔۔۔ کفایت المفتی ج ا ص ۱۵۸۔

اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی فرماتے ہیں (اب ہمارے یہاں جو لوگ یارسول اللہ کہتے ہیں وہ کس نیت کس کیفیت اور کس مقصد سے کہتے ہیں۔ شیعہ صاحبان نے نعرہ حیدری یا علی ایجاد کیا تھا بعض لوگوں نے ان کی تقلید میں نعرہ رسالت (یارسول اللہ) اور نعرہ غوثیہ (یا غوث) ایجاد کر لیا۔ مگر مجھے رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام اور ائمہ ھدی کی زندگی میں کہیں نظر نہیں آیا کہ (اللہ اکبر) کے سوا مسلمانوں نے کسی اور نام کا نعرہ لگایا ہو اور نہ قرآن کریم نہ حدیث نبوی اور نہ فقہ حنفی یا کسی اور فقہ میں اس کا ذکر ہے

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

اس لئے میں اسے شیعوں کی تقلید سمجھتا ہوں جس سے اہل سنت والجماعۃ بالکل بری ہیں۔۔۔۔۔ از بینات رجب و شعبان ۱۳۹۹ھ ص ۴۸)

حضرت مولانا لدھیانوی صاحب کی تحریر سے صاف معلوم ہوا کہ اس ندا اور نعرہ یا رسول اللہ کو ثابت کرنے والے نہ اہل سنت والجماعت ہیں اور نہ دیوبندی ہیں۔ البتہ بعض نام کے دیوبندی اور بریلوی عقیدہ رکھنے والے نے اپنے ایک رسالہ میں بہت سے رطب یابس کو جمع کرنے کے علاوہ جو دلائل ذکر کی ہیں تو ایک صاحب علم کو ان پر استدلال کرنے سے شرم آتی ہیں کیونکہ یا تو وہ قرآن وحدیث کے وہ الفاظ ہیں جن سے نبی کیساتھ حالت حیاۃ میں خطاب کیا گیا ہیں اور یا وہ حکایات اور نقول ہیں جن کا شرع متین کی چار دلائل میں سے کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اور اجماع امت اور قیاس مجتہدین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور چونکہ بقول ان کے مذاہب اربعہ کے ائمہ مجتہدین کے بعد اجتہاد کا دروازہ ہی بند ہے تو کسی شیخ یا عالم کی کسی نظم یا اشعار وغیرہ میں اس قسم کی ندا آت کا ذکر کوئی حجت شرعیہ نہیں ہے بلکہ یہ ان کے تفردات کے سوا اور کچھ نہیں ونعم ما قیل۔

و نحکم الوحی المبین علی الذی ☆ قال الشیوخ فعند نا حکمان

و هما کتاب اللہ اعدل حا کم ☆ فیہ الشفاء و هدا یۃ الحیران

والحا کم الثا نی کلام رسولہ ☆ ثم الاجماع فالقیاس لا هل معان

یعنی ہم اس بات پر کہ فلان عالم نے یہ کام کیا ہے ہم اس پر وحی مبین کو حاکم بنادیتے ہیں پس ہمارے پاس دو فیصلہ کن چیزیں ہیں۔ ایک اللہ تعالی کی

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

کتاب جس میں ہر بیماری سے شفاء ہے اور ہر سرگردان متحیر کیلئے ہدایت ہے اور دوسرا احاکم رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور اسکے بعد اجماع امت اور اسکے بعد احکام شریعت کے معانی کو جاننے والے ائمہ مجتہدین کا قیاس ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی کتاب (البلاغ المبین) فارسی کے اردو ترجمہ صفحہ ۳۶ میں ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ کے احوال واقوال کی متابعت کریں جن کو ہزارہا متدین و متقی اہل علم نے جمع کیا۔ اور زید بکر کے بے سروپا اقوال کے پیچھے نہ جائیں جن کی صحت کی کوئی سند نہیں ملتی۔

اس فتنہ کے زمانے میں لازمی ہے کہ اپنے بزرگوں کے اقوال کو بھی حضور ﷺ اور صحابہ کرام کے طریق کے میزان میں تول لیا کریں۔ اور اسی کتاب ترجمہ (البلاغ المبین) کے صفحہ ۵۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مشائخ کا فعل حجت نہیں۔ جب یہ ان حضرات کے تفردات ہیں اور یہ حجت علے المسلمین نہیں ہے۔ لہذا عوام اہل الاسلام کی خیر خواہی اور بہتری اسی میں ہے کہ سدًا الذرائع الشرک اور صونا للعقیدۃ ان تفردات کو عوام کے سامنے نہ لایا جائیں چنانچہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب (التکشف عن مہمات التصوف) ص ۷ ۴۲ میں سماع الموتی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں البتہ عوام کا سا اعتقاد اثبات کہ اس کو حاضر و ناظر متصرف و مستقل فی الامور سمجھتے ہیں یہ صریح ضلالت ہے اگر اسکی اصلاح بدون انکار سماع کے نہ ہوسکے تو انکار سماع واجب ہے۔ اور حکیم الامت امداد الفتاوی ص ۶ ۷ ج ۴ میں ایک بہترین فیصلہ ارشاد فرماتے ہیں

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

قاعدہ ہے کہ جو امر شرعاً مطلوب و مقصود ہو اور اسمیں مفاسد منضم ہو جائیں تو اس امر کو ترک نہ کریں گے۔ خود ان مفاسد کا انسداد کریں گے اور جو امر مقصود نہ ہو اس میں غلبہ مفاسد سے خود اس امر کو ترک کردینگے۔

اس قاعدہ سے ان لوگوں کا بھی صاف جواب معلوم ہوا کہ جو کہتے ہیں کہ (یا محمد) سے صرف۔ یا۔ کو مٹادینا چاہئے تو پورا یا محمد کو کیوں مٹادیا۔ تو جواب صاف ہے کہ چونکہ محراب یا کلنڈر وغیرہ میں اللہ کے بالمقابل دوسری جانب پر (محمد) لکھنا خود شرعاً مطلوب و مقصود نہیں ہے (ورنہ کوئی شرعی دلیل پیش کردیں) اور اس میں لفظ یا منضم ہونے سے مفاسد کا غلبہ ہے لہذا پورے یا محمد کے مٹا دینے میں کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ اصلاح عوام کے لئے مٹادینا جائز ہے۔

اشکال و جواب

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ تشہد میں (السلام علیك ایها النبی) جو ہم کہتے ہیں یہ بھی صیغہ خطاب مع الغائب ہے تو یا محمد میں خطاب مع الغائب کیوں منع ہے؟

جواب: یہ ہے کہ پہلے ہم نے ذکر کیا کہ (یا محمد) کے عدم جواز کی وجہ صرف خطاب مع الغائب نہیں ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ نام سے ان کو پکارنے میں اوبی اور ترک تعظیم ہے جو مفصل گزر گیا۔ البتہ یہ سوال (یارسول اللہ) پر وارد ہو سکتا ہے کہ یارسول اللہ اور ایھا النبی دونوں خطاب مع الغائب ہیں اور نام سے پکار بھی نہیں ہے لیکن اسکا حل ان لوگوں پر مخفی

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں ہے جن کا واسطہ کتب حدیث کے ساتھ ہو۔

جواب: حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ انحضرت ﷺ کی وفات کے بعد السلام علی النبی پڑھا کرتے تھے صیغہ غائب کیسا تھ۔ چنانچہ بخاری شریف میں اس کا ارشاد نقل ہے۔ اور حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ج ۳ ص ۳۱۴ میں اس روایت کی توثیق بھی کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ قال السبکی فی شرح المنھاج بعد ان ذکر ھذہ الروایة من عند ابی عوانة وحدہ ان صح ھذا عن الصحابة دل علے ان الخطاب فی السلام علی ☆ النبی قلت قد صح بلا ریب وقد وجدت لہ متابعا قویا قال عبدالرزاق اخبرنا ابن جریج اخبرنی عطاء ان الصحابة رضو ان اللہ تعالی علیھم اجمعین کانو ایقولون والنبی ﷺ حی السلام علیك ایھا النبی فلما مات قالو السلام علی النبی وھذا اسناد صحیح یعنی جب تک آنحضرت ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے ہم التحیات میں السلام علیک ایھا النبی پڑھا کرتے تھے مگر جب آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو ہم اس کے بجائے السلام علی النبی کہنے لگے۔ لیکن حضرت شاہ انور کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ یہ فرق صحابہؓ مین مطرد اور بکثرت نہیں تھا۔ عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ کے علاوہ اکثر صحابہؓ سے نبی ﷺ کی

☆ میں کہتا ہوں کہ جب علامہ سبکی (شفاء السقام) میں اس بات کا قائل ہیں کہ نبی اپنی قبر میں حیات دنیوی کے ساتھ زندہ ہیں تو پھر اس کے لئے یہاں پر صیغہ خطاب سے عدول کے لئے کوئی وجہ نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

وفات کے بعد بھی صیغہ خطاب منقول ہے۔ اور اسی طرح حضور ﷺ کی
حیات میں وہ صحابہؓ جو مدینے سے باہر غزوات میں تھے تو وہ بھی تشہد میں
صیغہ خطاب پڑھا کرتے تھے۔ لہذا اصح جواب وہ ہے جو علامہ طیبی شارح
مشکوۃ نے کہا ہے کہ ہم اس لفظ کا اتباع کریں گے کہ جس لفظ کی
حضور ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو تعلیم دی تھی۔ تو یہ خطاب حضور ﷺ کی
تعلیم کا اتباع ہے۔ (کذا ذکرہ القسطلانی) اور شیخ عبدالحق محدث
دہلوی رسالہ تحصیل البرکات فی بیان معنی التحیات میں لکھتے ہیں اگر گویند کہ
خطاب مر حاضر را است و آنحضرتؐ درین مقام حاضر نیست پس توجیہ ایں
خطاب چہ باشد؟ جوابش آنست کہ چوں ورود ایں کلمہ در اصل یعنی در شب
معراج بصیغہ خطاب بود تغیرش ندادن و بر ہماں اصل گذاشتند
سوم جواب علماء نے پہلے جواب کے قریب قریب دیا ہے کہ یہ صیغۂ
خطاب تشہد میں نقل بالتوارث ہے۔ والتوارث فی مثل ھذہ الامور
حجۃ۔ اور یارسول اللہ اور یا محمد کہنے کا نہ نبیؐ نے تعلیم دی ہے کہ مجھے
حالت غیاب میں یہ کہا کرو، اور نہ اسمیں آپ کی وفات کے بعد کوئی
توارث ہے۔ بلکہ یہ مبتدعین کی ایجاد ہے۔ مفتی کفایت اللہ صاحب فرما
تے ہیں کہ قرآن پاک کے الفاظ یا ایھا المزمل یا یا یھا المدثر یا یا ایھا
النبیؐ جاھد الکفار اور تشہد میں یا ایھا النبیؐ سے ہی ﷺ کے
حاضر وناظر ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں کیوں کہ قرآن پاک کے تمام
خطابات حالت حیاۃ میں نازل ہوئے۔ اور بعد میں حکایتاً پڑھے جاتے ہیں

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

کفایت المفتی ج ۱، ص ۱۵۸۔ لہذا تشہد میں خطاب کا صیغہ اور زیارۃ القبور کے وقت السلام علیکم یا اھل القبور نبی علیہ السلام کا تعلیم کردہ خطاب ہے۔ تو یہ سب باقی علی الحکایت و اتباعا للتعلیم پڑھے جاتے ہیں۔ اور ہمارے علم اصول کا یہ مسلم قاعدہ ہے کہ جو چیز خود خلاف القیاس (حکایۃ) ثابت ہو تو اس پر دوسری چیز کا قیاس جائز نہیں۔ لہذا ان خطابات پر یارسول اللہ کے خطاب کا قیاس جائز نہیں۔ اگر جائز ہوتا تو کوئی مجتہد ایمہ اربعہ" میں سے ضرور قیاس کرلیتا۔ کیوں کہ معتبر مجتہد کا قیاس ہے ہمار اور تمھارا قیاس حجت نہیں ہے۔ اسی طرح علم النحو کا قاعدہ ہے کہ ا(لا یجوز حذف حرف الندا ء من المنا دی المندوب والمنا دی البعید الخ باب المنا دی جامع الدروس العربیہ)۔ تو اب ہم ایھا النبی پڑھتے ہیں اور منادی بعید بھی ہے۔ لیکن حذف حرف نداء کیساتھ پڑھا جاتا ہے اس وجہ سے کہ اصل تعلیم اس صیغے کا حذف حرف نداء کیساتھ ہے تو اب اسی حذف کیساتھ پڑھنا مبنی علی التوارث والحکایت ہے۔ جس طرح اعراب حکائی ہوتا ہے ۔ اب یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ نبی علیہ السلام کا اسم مبارک اور نام لینا بے ادبی ہے اور ناجائز ہے۔ اسوجہ سے کہ بغیر نداء اور بغیر خطاب کے اور حکایت کی صورت میں نبی علیہ السلام کے نام لینے میں کوئی بے ادبی نہیں ہے۔ بلکہ بعض مقامات میں اسم مبارک پر تصریح کے بغیر جب مقصود میں خلل واقع ہونے کا خدشہ ہو تو اسم مبارک پر تصریح کرنی چاہیے۔

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

مثلاً اگر اذان و اقامت میں اشھد ان محمد ا کے بجائے ان النبی رسول اللہ اور تشہد میں اشھد ان النبی عبدہ ور سولہ پڑھا جائیں یا درود میں اللھم صل علی محمد کی بجائے اللھم صل علی النبی پڑھا جائیں تو اس میں کسی دوسرے نبی کی تاویل بھی کیجا سکتی ہے۔ لہذا تخصیص کیلئے نام کی تصریح ضروری ہے۔ علاوہ ازیں کہ ان مقامات میں شارع نے اسی طرح تعلیم دی ہے۔ اور اسی طرح جہاں پر کسی خاص حکم کا اسناد مقصود ہو تو بھی اسم کی تصریح کرنی چاہئے۔ جیسا کہ صحابہ کرامؓ غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھودنے کے وقت یہ شعر پڑھتے تھے۔ (نحن الذین نا یعوا محمدؐ ☆ علی الجھاد ما بقینا ابدا) یا جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ رضینا با اللہ ربا و با الا سلام دینا وّ بمحمد نبیا یا جیسا کہ اس حدیث میں (من اتی امر اتہ فی دبر ھا فقد برء مما انزل علی محمد) وغیر ذالک، اور خاص کر درود وسلام میں تو نبیؐ کے اسم مبارک کی مشق بغیر نداء کے (مشق نام لیلی میکنم) کی طرح کرنا چاہئے۔ فرط محبت اور جوش محبت رسولؐ کی وجہ اسی درود و سلام کے تحیہ میں نام لینا چاہئے۔ اسی میں ادب ہے اور یا محمد میں بے ادبی ہے ارشاد الطالبین ص ۱۹ میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں۔ (مگر آنکہ ذکر محمد رسول اللہ باذ کر خدایے تعالی در اذان واقامت و تشھد و مانند ان عبادت است و ذکر محمد رسول اللہ ھم بر وجھیکہ در شرع وارد نشدہ است چنانچہ کسے بطور وظیفہ یا محمد یا محمد گفتہ باشد روا نباشد۔

(ترجمہ): مگر یہ کہ اللہ تعالی کے ذکر کے ساتھ محمد رسول اللہ کا نام اذان و

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

اقامت اور کلمہ شہادت وغیرہ میں ذکر عبادت ہے، مگر آپ کا ذکر ایسے طریقہ پر کرنا جو شریعت میں وارد نہ ہو۔ مثلاً کوئی شخص یا محمد یا محمد کا وظیفہ پڑھنے لگے یہ جائز نہیں)۔ اسی طرح (ورفعنا لك ذكرك) کی تفسیر میں جو یہ منقول ہے (اذا ذكرت ذكرت معى) جب میرا ذکر کیا جائے گا تمھارا بھی ذکر کیا جائے گا۔ تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جہاں پر یا اللہ کسی جگہ لکھا جائے تو وہاں یا محمد بھی لکھا جائے گا کیونکہ یہ قول ایک تو سابقہ تمام نقول اور حوالوں کے خلاف ہے۔

دوسرا یہ فہم اس معانی کا کسی آیت سے نہ کسی اہل زبان عرب نے کیا ہے۔ اور نہ کسی مفسر نے یہ ذکر کیا ہے۔ بلکہ اہل زبان میں سے حضرت حسان بن ثابتؓ تو یہ کہتے ہیں۔ (ضم الا له اسم النبى الى اسمه ☆ اذا قال فى الخمس المؤذن اشهد)

مؤذن پانچوں وقت اللہ کے نام کے ساتھ نبی ﷺ کا نام بلند کرتا رہتا ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں (يقول له لا ذكرت الا ذكرت معى فى الاذان والاقامته والتشهد و يوم الجمعة على المنابر و يوم الفطر و يوم الاضحى وايام التشريق و يوم عرفة و عند الجمار و على الصفا والمروة و فى خطبة النكاح --- القرطبى) یعنی رفع ذکر سے مراد آپ ﷺ کا آواز بلند کرنا ہے اذان، اقامت درود اور تشہد میں اور جمعہ و عیدین و عرفہ و نکاح کے خطبوں میں اور ایام تشریق اور جمرات اور صفا مروہ کے ہاں اذکار میں بلکہ ورفعنا لک ذکرک۔ الم نشرح کی ایت ہے اور وہ

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

مکہ معظمہ میں وحی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔ جبکہ اس وقت اذان، اقامت جمعہ وعیدین وغیرہ کا خطبہ وغیرہ شعائر دین ظہور میں نہیں آئے تھے تو اس وقت رفعنا لک ذکرک کے مراحل کچھ اور تھے جو مفسرین نے ذکر کئے ہیں۔ اس وقت تو یا اللہ کے ساتھ یا محمد لکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اور مدنی دور میں جب رفع ذکر کے مذکورہ بالا مراحل تک نوبت پہنچ گئی تو کسی نے بھی رفع ذکر کیلئے ان صورتوں کے علاوہ یا اللہ یا محمد لکھنے کا طریقہ اختیار نہیں کیا ہے بلکہ دیہاتی لوگوں میں یا منافق اور یہود میں سے جو لوگ یا محمد کا خطاب کیا کرتے تھے تو بسورۃ نور اور سورۃ الحجرات کی آیات سے اس کو ممنوع قرار دیا گیا۔

گزارش: اس موضوع پر اگرچہ قرآن وحدیث سے اور بھی دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں لیکن اسی پر اکتفاء ہے۔ ان سطور میں محض یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس مسئلہ میں اکابر علماء دیوبند کا مسلک واضح ہوجائے، اور ان کے نام پر بدعات کی پرچار کرنے والوں سے کوئی دھوکہ نہ کھائیں واللہ اعلم وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین۔

اس رسالہ کی کتابت مدرسہ عربیہ قاسم العلوم درشخیلہ بالہ چینالہ میں مدرسہ ھذا کے کمپیوٹر پر بتعاون حضرات ذیل، زیر اہتمام حضرت مولانا رشید احمد صاحب ہوئی۔

(۱) مولوی شجاع الدین ساکن میرہ مئی مدرس مدرسہ قاسم العلوم۔

(۲) محمد عالم خان ساکن برتھانہ۔

(۳) فرید احمد ساکن سنیوڑہ۔

(۴) حافظ قاری عبدالعظیم ساکن برتھانہ مدرس مدرسہ قاسم العلوم۔

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب : حامداً ومصلیاً۔

رسول اکرام ﷺ کو نام لے کر "یا محمد" پکارنا (اور اسی طرح اسکو لکھنا) بہت بے ادبی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں عام لوگوں کی طرح نام لے کر پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔ لھذا اس طرح نام لے کر پکارنے اور اسی طرح لکھنے سے بچنا ضروری ہے اور لکھے ہوئے کو مٹانا بے ادبی نہیں ہے اور توہین رسالت بھی نہیں ہے۔ قال اللہ تبارك وتعالى! لاتجعلو ادعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا ---- الایہ نمبر ۸۳ ۱۸ سورة النور

"یارسول اللہ" وغیرہ کہنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر امام کا عقیدہ "یارسول اللہ" کہنے سے یہ ہو کہ رسول ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرح ہر زمان ومکان میں موجود اور حاضر وناظر ہیں اور کائنات کی ہر آواز کو سنتے اور ہر حرکت کو دیکھتے ہیں۔ تو یہ کھلا شرک ہے اور نصاریٰ کی طرح رسول کو خدائی کا درجہ دینا ہے لھذا ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اگر مذکورہ بالا عقیدہ نہ ہو۔ بلکہ مبہم سا عقیدہ ہو اور حاضر وناظر ہونے میں طرح طرح کی فضول تاویلات کی جاتی ہوں تو اسکو شرک تو نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ یہ بدعت ضرور ہے۔ اور بدعتی امام کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اسلئے اپنے اختیار سے ایسے شخص کی اقتداء میں نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔ بلکہ کسی صحیح العقیدہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھنی چاہیئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح

الجواب صحیح

۱۳/۲/۱۴۲۱ھ

۱۴۲۱ھ

الجواب باسمہ تعالیٰ

واضح رہے کہ مسجد کے دیواروں اور محراب پر قرآن مجید کی آیات مبارکہ یا اسمائے حسنیٰ وغیرہ لکھنا مناسب نہیں کیونکہ یہ کتابت ہمیشہ نہیں رہیگی کبھی خود کتابت کی جگہ اور کبھی دیوار کو گرایا جائیگا۔ تو پھر بے ادبی ہوگی۔

جیساکہ فتاوی شامی میں ہے۔

تکرہ کتابتہ اسماء اللّٰہ تعالی علی الدارهم والمحاریب والحدران ومایفرش الخ (۱۷۹) ج۔۱

اسی طرح فتاوی عالمگیری میں ہے۔

ویس بمستحسن کتابة القرآن علی المحاریب والجدران لما یخاف من سقوط الکتابة؟

چونکہ آجکل اکثر مساجد وغیرہ میں یا محمد بدعتی لوگ لکھتے ہیں جس سے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھتے ہیں۔ اس غلط عقیدہ کی بناء پر یا محمد لکھنا ناجائز ہے۔ اگر مٹانے والے نے اس غلط عقیدہ کی ترویج روکنے کے لئے مٹایا تھا تو یہ جائز تھا۔ اس میں کوئی بے ادبی نہیں پائی گئی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حاضر وناظر اور عالم الغیب کا عقیدہ رکھتے ہوئے یا رسول اللہ یا یا محمد کہنا ناجائز ہے اگر یہ عقیدہ نہ بھی ہو تو احتیاط نہ کہنے میں ہے تاکہ غلط عقیدہ کا وہم نہ پایا جائے۔ فقط

دار الافتاء

الجواب صحیح

کتبہ

محمد نسیم موسی المتخصص فی الفقہ الاسلامی

دار الافتاء بنوری ٹاون کراچی نمبر ۵

۲۰۰۰/۹/۲ ع ۱٤۲۱/٦/۳ھ

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب باسم ملهم الصواب

(۱،۲) چونکہ امام صاحب کا مقصد ایک عقیدہ باطلہ کی اصلاح ہے اس لئے لفظ یا محمد کو مٹا کر یا اللہ مدد لکھنا بلاشبہ جائز ہے اس میں کسی قسم کی توہین نہیں بلکہ غلط آمیزش سے منصب رسالت کی حفاظت ہے۔

۳۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھ کر "یا رسول اللہ" "یا" "یا محمد" کہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اگر حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ نہ ہو تو چونکہ اس میں ایک فرقہ ضالہ کے ساتھ تشابہ اور اس کے نظریہ باطلہ کی تائید ہوتی ہے۔ نیز عوام کے عقائد خراب ہونیکا اندیشہ ہے اس لئے اس سے احتراز لازم ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

احسان الحق
دارالافتاء والارشاد کراچی
۲۳-۷-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

جواب استفتاء

نمبر (۱) یااللہ کیطرح یا محمد کہنا عقیدۂ کہ امداد کیحثت سے ہو تو یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے جیساکہ قرآن کریم کے ایاك نعبدو وایاك نستعین خاص اسطرف مشیر ہے کہ سوائے حق تعالے کے کسی سے استعانت نہ چاہیے اور حدیث شریف میں ہے واذا استعنت فاستعن باللہ۔ الغرض غیر اللہ سے اعانت طلب کرنا اور انکو قضائے حاجت کیلئے پکارنا ناجائز اور شرک ہے اور بلا نیت بھی خوب نہیں ہے۔ لاعزیز الفتاوے صفحہ نمبر ۷۸ کتاب السنۃ والبدعۃ اسمیں یا محمد کے بجائے یارسول اللہ ہے حکم ایک جیسا ہے۔

نمبر ۲ : منع کرنے والا شخص اس صورت میں حق بجانب ہے بلکہ اسپر لازمی ہے کہ ایسے شرکی الفاظ سے لوگوں کو منع کرے۔

اللہ علم بالصواب

الراقم مولوی سردار علی عفی عنہ

مدرسہ دارالعلوم مظہر العلوم

مینگورہ سوات

مدرسہ عربیہ مظہر العلوم
رجسٹرڈ نمبر 5366/71
منگورہ سوات

الجواب صحیح

رحیم اللہ عفی عنہ

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

السیف الصارم

لمنکر

شان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

یعنی

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کے جوابات

تالیف

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی رحمۃ اللہ المتوفی ۱۳۲۲ھ

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

توحید کی حقیقت قرآن و حدیث کی روشنی میں

توحید کا خنجر

ارشد القادری کی کتاب ''زلزلہ'' اور ''زیر و زبر'' جیسی
زہریلی کتابوں کا دندان شکن جواب

از قلم

مولانا امام علی دانش

انجمن اشاعۃ التوحید والسنۃ

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

علامہ احمد سعید ملتانی صاحب کی کتاب

(قرآن مقدس اور بخاری محدث)

کے متعلق پاکستان بھر کے مشہور و معروف دار الافتاءات سے لئے گئے

فتاویٰ جات

جمع و ترتیب

خادم القرآن والحدیث حضرت مولانا عبد السلام صاحب

مدیر

جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو ضلع اٹک

شائع کردہ

ادارہ تحریر جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو
ضلع اٹک پاکستان

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے متعلق نزاع کا خاتمہ

از

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۰۳ھ۔۱۹۸۳ء)

دستخط

(۱۔ شیخ الحدیث مولانا قاضی نور محمد رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۸۲ھ۔۱۹۶۲ء)

(۲۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۰۰ھ۔۱۹۸۰ء)

(۳۔ شیخ الحدیث والتفسیر قاضی شمس الدین رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء)

(۴۔ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۹۱ھ۔۱۹۷۱ء)

یہ فیصلہ ماہنامہ تعلیم القرآن، اگست ۱۹۶۲ء ، ہفت روزہ خدام الدین، جولائی ۱۹۶۲ء
اور خطبات حکیم الاسلام جلد نمبر ۷ (مکتبہ امدادیہ) سے نقل کیا گیا ہے۔
جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو کے اجلاس میں علماء کرام نے اس کی تائید کی

باہتمام ناصر القرآن والحدیث حضرت مولانا عبد السلام مدظلہ

شائع کردہ

ادارہ تحریر جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو، ضلع اٹک، پاکستان

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com

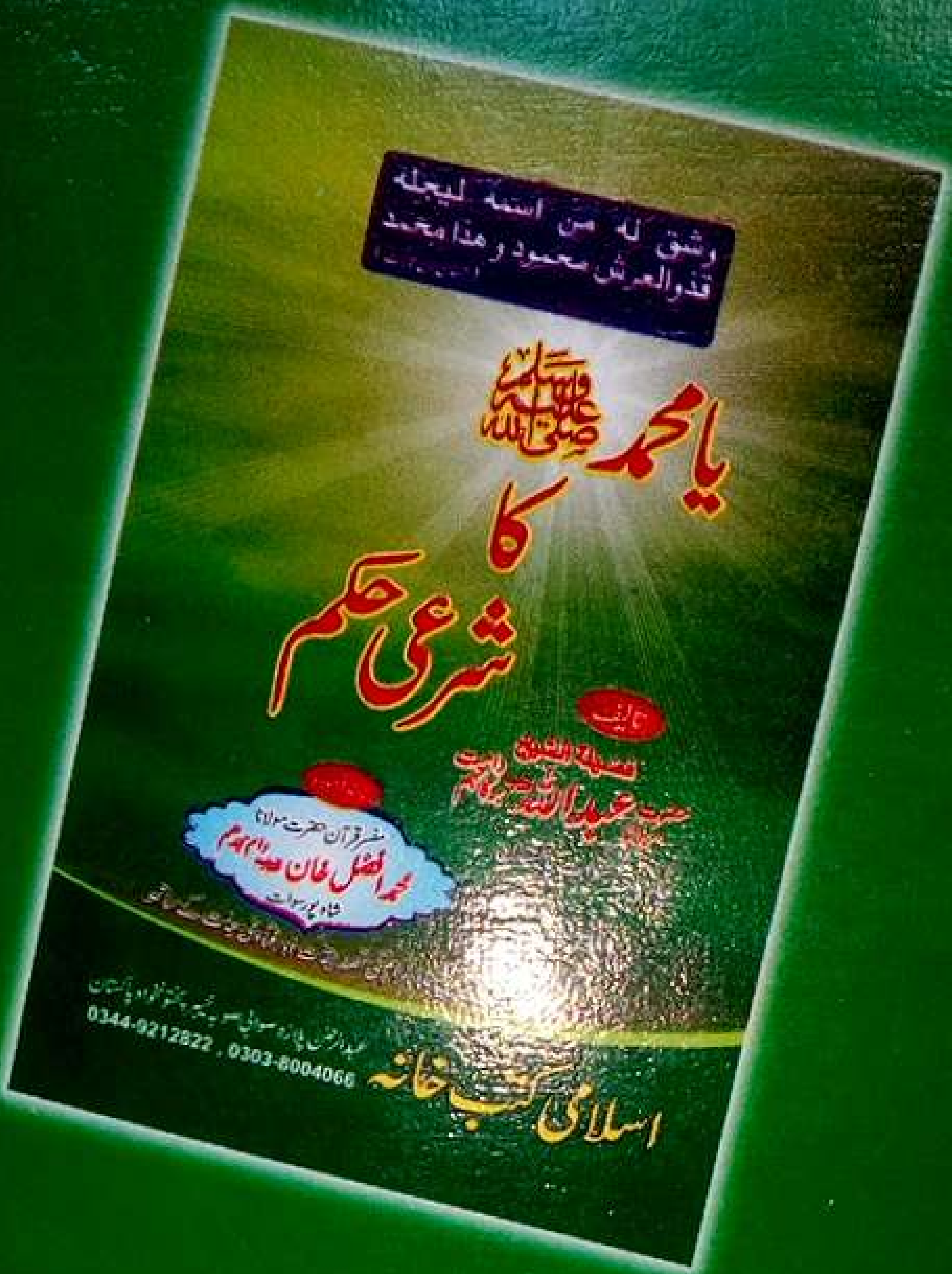

پرنٹرز

مکتبہ حنفیہ

غزنی سٹریٹ 38- اردو بازار لاہور

فون 0343-4955890

Scanned by CamScanner
Maktaba Tul Ishaat.com